قائداعظم اردو کالم نگاری کے آئینے میں

کلیم اختر قیصرانی

Kaleem Akhtar Qaisrani

Lecturer, Department of Urdu,

Superior Group of Colleges, Lahore.

زرینہ عبداللہ

Zarina Abdullah

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Quaid e Azam Muhammad Ali Jinnah was a lawyer, Politician and the founder of Pakistan.He is revered in Pakistan as Quaid e Azam and Baba e Quam.The well documented influence of Iqbal on Jinnah, with regarding to taking the lead in creating Pakistan ,has been described as significant, powerful and even unquestionable by scholars. Muhammad Ali Jinnah worked hard for the creation of Pakistan and then he succeeded in his aim. Pakistani nation is thankful for his struggle for Pakistan. Urdu writers admired his struggle in his books. Urdu columnists and journalists admired Quid's work for the nation.Urdu Columnists and artical writers wrote many collumns about Jinnah personality, faith,struggle and chracter.

کلیدی الفاظ:

اقوام عالم۔ ورق گردانی۔ افق۔ اقوام وملل۔ ذہانت۔ فطانت۔ خصائص۔ مردم خیزی۔ مسحور۔ زیب قرطاس۔ بصیرت۔ حاضر دماغی۔ ذہنی رسائی۔ منصۂ شہود۔ تعصّبات۔ ورق گردانی۔ آب

وتاب ۔ نظیریں۔ بازگشت۔ مورخین۔ محققین۔ پرت۔ اجاگر۔ نظریات و تصورات۔ مساعی۔ جانکاری۔ مستند۔ تدبر۔ بلند نگاہی۔ ویژن۔ ہمہ جہت۔ قابل فخر سرمایہ۔ ایشو۔ عالمی عدالت انصاف۔ علم بردار۔ بے مثل۔ جمہوریت۔ مساوات۔ کرپشن۔ رواداری۔ معتدل۔ پاپائیت۔ کٹھ ملائیت۔ سیکولر۔ اسلامی فلاحی ریاست۔ اسوہ حسنہ۔ ہوس پرست۔ تشکیل شدہ۔ مسدود۔ سیسہ پلائی دیوار۔

تاریخ اقوام عالم کی ورق گردانی کریں تو واضح ہوتا ہے کہ نہایت نامور شخصیات بیسویں صدی کے افق پر نمودار ہوئیں، جنہوں نے اپنے کردار، ذہانت، فطانت اور شخصیت کے باعث اقوام وملل کو اپنے سحر میں گرفتار کیا۔ زمانہ آج تک ان کی شخصیت کے خصائص کو موضوع سخن بنائے ہوئے ہے۔ ان مسحور کن مشاہیر میں لینن، چرچل، اتاترک، نیلسن منڈیلا، غرض کس کس شخصیت کا نام زیب قرطاس کیا جائے۔ محض برصغیر پاک وہند کی سرزمین پر نگاہ دوڑائی جائے تو سرزمینِ ہند کی مردم خیزی بھی بے مثل ہے۔ بیسویں صدی کو مسحور کرنے والوں میں علامہ محمد اقبال، علی برداران، گاندھی کے نام بطور مثال پیش کیے جاسکتے ہیں۔ اس صدی میں ایک منفرد ستارہ آسمان برصغیر پر ایسا چمکا کہ اس کی آب وتاب کی نظیر نہیں ملتی، میری مراد بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی ہستی سے ہے۔ بانی پاکستان کی ذہانت، سوچ، کردار، فطانت، تدبر، بصیرت، حاضر دماغی، ذہنی رسائی، دیانت داری، بلند نگاہی اور ویژن کی بنا پر قائد کی شخصیت کو عالمگیر پذیرائی حاصل ہوئی۔ ان کی شخصیت پر سات براعظموں کے مورخین اور محققین نے ہزاروں کتابوں منصۂ شہود پر لائیں۔ مختلف تعصّبات کے شکار مورخین کا معاملہ الگ ہے لیکن ہر غیر جانبدار مورخ اور محقق نے جیسے جیسے قائد کی شخصیت کو کھنگالا ہے ویسے ویسے ان کی شخصیت کا اسیر ہوا ہے۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں قائد کی شخصیت کی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ اردو زبان میں قائد کی شخصیت پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور بہت کچھ لکھا جانا ابھی باقی ہے۔ محققین نے ان کی شخصیت کے بہت سے پرت کھولے ہیں، بہت سے پرت ابھی کھولنے باقی ہیں۔ اردو زبان وادب کی ہر صنف چاہے نظم ہو یا نثر پر قائد کی شخصیت اور ان کی فکر ونظریات کے نقوش موجود ہیں۔ اردو ادب میں قائد کو خراج عقیدت بھی پیش کیا گیا، آپ کے نظریات کا پرچار بھی موجود ہے اور قائد کے اصولوں کی روشنی میں ملک پاکستان کو درپیش چیلنجز کا حل بھی پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

اردو ڈرامانگاری ہو، داستان گوئی ہو، ناول نگاری ہو، افسانہ نگاری ہو، غزل گوئی ہو یا نظم گوئی قائداعظم کے نظریات کے پرچار اور ان کی شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے کے نقوش کہیں پنہاں تو کہیں عیاں موجود ہیں۔ اردو اخبارات میں موجود تحریروں نے اردو ادب کا درجہ حاصل کیا ہے یا نہیں ؟ یہ ایک علیحدہ موضوع ہے لیکن جن جن موضوعات پر ادیبوں نے خامہ فرسائی کی ہے وہی موضوعات اردو کالم نگاری میں بھی زیر بحث لائے جاتے رہے ہیں۔ محمد علی جناح کی شخصیت پر ادبی تحریروں کے

ساتھ ساتھ صحافتی تحریروں میں بھی قائداعظم کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اردو کالم نگاروں نے اپنے قارئین کو قائد کے کردار اوران کی شخصیت کی دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ قیام پاکستان کے لیے محمد علی جناح کی خدمات سے بھی آگاہ کیا ہے۔ کالم نویسوں نے پاکستان کے مسائل کو اجاگر کرتے ہوئے قائد کے افکار کی روشنی میں ان مسائل کا حل بھی پیش کیا۔ انھوں نے کہیں طنز و مزاح تو کہیں سنجیدہ اسلوب نگارش کے ذریعے اپنے کاوشوں میں قائد کی شخصیت کے ہر پہلو کی عکاسی کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

ادیب اور لکھاری پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نئی نسل کو اپنے مشاہیر سے مکمل طور پر آگاہ کرے۔ وہ اپنے قومی ہیروز کی شخصیت کے ہر پہلو سے آگاہی فراہم کرے۔ تاکہ آنے والی نسل نہ صرف اس شخصیت کے بارے میں جانکاری حاصل کرے بلکہ اس کے کردار سے مستفید ہو سکے۔ اردو کالم نویسوں نے قائد کی شخصیت کی آگاہی اور خوبیوں کو اجاگر کرنے کی ذمہ داری کو بخوبی نبھایا ہے۔ اردو اخبارات ورسائل میں بانی پاکستان سے متعلق مشمولہ کالم اس بات کا بین ثبوت ہیں۔ محمد علی جناح کو اللہ تعالیٰ نے جن صلاحیتوں سے نوازا اوران کے کردار کی جو چمک تاریخ کے اوراق کو تابندہ کیے ہوئے ہے، اردو کالم نگاروں کے مطالعے کی وسعت اور اسلوب نگارش کی ہمہ جہتی نے ان کی شخصیت کی اس تابناکی کو اجاگر کرنے میں نہایت مدد فراہم کی ہے۔ بانی پاکستان کی شخصیت کو بہترین اسلوب میں پیش کرنے اور تاریخی مساعیوں کی جانکاری میں ان کالم نویسوں نے محنت شاقہ سے کام لیا ہے۔ حفیظ اللہ نیازی اپنے کالم بعنوان ''عظیم قائد کا پاکستان'' میں قائد کی خوبیوں اور مورخین و محققین کی آرا کا احاطہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''قائداعظم کی اہلیت ، صلاحیت ، ذہانت، فطانت، فراست، فرات، تدبر و تدبیر میں ہزاروں کتابیں آچکیں۔ ساتوں براعظم ملوث رہے۔ تمام مصنفین و محققین جستجو و تحقیق کے سفر میں قائد کی شخصیت کے سحر کے اسیر ہوئے، ایسا دیدہ وبینا ناقابل یقین تھا۔ بیسویں صدی زرخیز، عالمی سطح پر کئی بہتر سیاست دان، معتبر مدبر، ممتاز سیاست مدار نمودار ہوئے۔ ایک سے بڑھ کر ایک، تقابلی جائزہ ممکن نہیں۔ لینن، ٹیڈی روز ویلیٹ، صدر ڈیگال، چرچل ، گاندھی، موزے تنگ، کمال اتاترک، ہیل سلاسی، ٹرومین، منڈیلا، بیسیوں نام ایک سے بڑھ کر ایک منجھا ہوا سیاست دان سیاسی افق پر روشن رہا۔ قائداعظم سب سے نمایاں کہ مستند تاریخ دان، فلسفی، محقق پروفیسر اسٹینلے والپرٹ نے ''گل مکا دی'' ''انسانی سیاسی تاریخ

میں معدودے چند نے تاریخ کا دھارا بدلا، اس سے بھی کم نے دنیا
کے نقشے بدلے، تاریخ انسانی میں ایک بھی نہیں جس نے سیاسی ملی
ریاست قائم کی ہو۔عظیم قائد تاریخ انسانی کا واحد سیاست دان
تینوں کام سرانجام دے گیا۔''(۱)

اسلام اقلیتوں کے نا صرف حقوق کا مکمل ضامن ہے بلکہ ان کو یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ملک وقوم کی خدمت سرانجام دیں۔محمد علی جناح بھی ان اصولوں سے مکمل طور پر روشناس تھے۔انہوں نے ہر موقع پر اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک، رواداری اوران کے حقوق کے تحفظ کی بات کی۔ وہ سمجھتے تھے کہ پاکستان میں بلاتفریق رنگ، نسل، مذہب، زبان اور علاقے کے تمام شہریوں کو مکمل آزادی میسر ہوگی۔ غیر مسلموں کے لیے ترقی کے تمام دروازے بلاتفریق وا ہوں گے۔ اس سلسلے میں پاکستان میں اگر کسی موقع پر اسلام اور قائد کے اصولوں کو پامال کرنے کی کوشش ہوتی ہے یا غیر مسلموں کے ساتھ کسی قسم کے تعصب اور جانبداری کا شائبہ پیدا ہوتا ہے تو اردو کالم نگار ایک توانا اور طاقت ور آواز بلند کر کے قائد کا وعدہ یاد کرواتے ہیں۔انہی کالم نگاروں کے دباؤ میں آ کر بسا اوقات ارباب اقتدار اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ایک خاص واقعے کے تناظر میں جاوید چوہدری اپنے کالم ''کیا قائداعظم یہ نہیں جانتے تھے؟'' میں لکھتے ہیں:

''ملک میں اگر کسی قادیانی کو اعلیٰ عہدہ نہیں ملنا چاہیے تو پھر قائد
اعظم محمد علی جناح نے سر ظفر اللہ کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ کیوں
بنایا تھا، وہ باقاعدہ ڈکلیئرڈ قادیانی تھے لیکن اس کے باوجود وہ دنیا
کے پہلے وزیر خارجہ تھے جنہوں نے اقوام متحدہ میں کشمیر کا ایشو
اٹھایا، وہ پہلے ایشیائی اور واحد پاکستانی تھے جنہوں نے اقوام متحدہ کی
جنرل اسمبلی کے اجلاس کی صدارت کی اور عالمی عدالت انصاف
کے صدر بنے۔کیا قائداعظم نہیں جانتے تھے کہ قادیانی غیر مسلم
ہیں اور یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے کسی عہدے کے اہل
نہیں ہیں۔قائداعظم نے تو اسلامی جمہوریہ کے لیے قانون بنانے
کی ذمہ داری بھی پاکستانی ہندو جوگندر ناتھ منڈل کے حوالے کر دی
تھی۔وہ پاکستان کے پہلے وزیر قانون تھے۔''(۲)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام وتشکیل کے وقت بانی پاکستان نے متعدد بار اس بات کا واشگاف اعلان کیا کہ پاکستان ایک جمہوری ریاست کے طور پر وجود میں آئے گا۔اقتدار اعلیٰ کی ملکیت اللہ تعالیٰ کے بعد عوام کے پاس ہوگی۔انہوں اپنی متعدد تقاریر اور مختلف صحافیوں کو انٹرویو دیتے ہوئے

واضح فرمایا تھا کہ پاکستان میں آئین اور دستور جمہوری طرز ہوگا۔ قیام پاکستان کا مطالبہ بھی انھوں نے دراصل جمہوری اقتدار اور روایات کی بنیاد پر کیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ حکومت کی تشکیل، انتقال اقتدار اور نظام حکومت میں بنیادی کردار عوام کا ہوگا۔ حکمران اپنے اعمال، افعال اور طرز حکمرانی میں عوام کے سامنے جوابدہ ہوں گے اور رعایا ان کا احتساب کرے گی۔ پاکستان میں مطلق العنان بادشاہت، ماورائے آئین اقدامات اور جمہوری روایات کی پامالی کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ پاکستان میں جمہوری اقدار کو پنپنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ کبھی فوجی آمروں نے عوامی حقوق کی پامالی کی تو کبھی جمہوری آمروں نے عوامی خواہشات کو روند ڈالا۔ اردو کالم نویسوں نے جمہوریت اور جمہوری روایات کے استحکام کے لیے قائد کے ویژن کو اجاگر کرنے کا فریضہ پوری تندہی سے انجام دیا۔ اس فریضے کی انجام دہی میں متعدد کالم نویس پس دیوار زنداں بھی بھیجے گئے۔ کالم نگاروں نے فوجی اقتدار کی جلال پادشاہی ہو یا نام نہاد جمہوری حکمرانوں کا جمہوری تماشا ہو، دونوں صورتوں عوام کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ جمہوریت اور جمہوری رویوں کے حوالے سے تنویر قیصر شاہد اپنے کالم ''جمہوریت پسند قائداعظم اور ہمارے رویے'' میں رقمطراز ہیں:

> ''۱۹۴۸ء میں امریکی عوام کو اپنے نشری پیغام میں انہوں نے فرمایا ''ابھی پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے آئین تشکیل دینا ہے۔ مجھے نہیں معلوم اس کی حتمی شکل کیا ہوگی لیکن مجھے یقین کامل ہے کہ اپنی روح میں خالص جمہوری ہوگا اور اس کی اساس اسلام کے شاندار اصولوں پر استوار کی جائے گی۔ اسلام کے بنیادی اصول آج بھی اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔ اسلام نے ہمیں جمہوریت کا درس دیا ہے۔'' ۔۔۔کیا ہماری تمام سیاسی جماعتیں اور جملہ قائدین سینے پر ہاتھ رکھ کر دیانت داری سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کی پارٹیوں میں وہی جمہوری روح کارفرما ہے جس کا خواب کبھی قائداعظم نے دیکھا تھا اور اس میں تعبیر کے رنگ بھی بھر دیے تھے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو ہم کس منہ سے قائداعظم کا یوم ولادت منا رہے ہیں؟ آخر کیوں اور کس لیے؟؟''(۳)

مسلمانان برصغیر نے اسلامی، جمہوری، پرامن اور ایک ایسی مملکت کے حصول کے لیے ہر ممکن قربانی پیش کی تھی، جس میں شہریوں کو ہر قسم کا تحفظ حاصل ہوگا اور قوم کی دولت امانت دار ہاتھوں میں محفوظ ہوگی۔ پاک و ہند کے مسلمانوں کے سامنے قائداعظم جیسی دیانت دار اور مخلص قیادت بطور مثال موجود تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ قائد کے پاکستان میں قومی و ملی اثاثے پرخلوص، صادق وامین

قیادت کے پاس بطور امانت ہوں گے۔محمد علی جناح نے عامیان برصغیر کو یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ اقتدار میں کرپٹ اور بددیانت عناصر کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی اور ارباب اختیار عوام کے خدمت گزار اور خیر خواہ ہوں گے۔لیکن بابائے قوم کی وفات کے بعد ہوس پرست اور خود غرض حکمرانوں کا ٹولہ اقتدار پر براجمان ہوگیا اور قائد کے پاکستان کے خواب چکنا چور ہوگئے۔اس مفاد پرست طبقے نے کرپشن ،بددیانتی،اقربا پروری اور لوٹ مار کی وہ داستانیں رقم کیں کہ الامان والحفیظ۔عوام مسائل کی گرداب میں بری طرح پھنس چکے ہیں اور دنیا میں ملک وقوم کی بدنامی کا سامان پیدا ہو رہا ہے۔ان پرخاش حالات میں ان کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہیں ہے۔لیکن کالم نویسوں نے اس مفاد پرست ٹولے کے ہر خلاف ہمیشہ آواز بلند کی۔انہوں نے اپنی تحریروں میں بانی پاکستان کی سوچ اور فکر کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ انھوں نے عوام میں آگہی اور شعور بیدار کرنے اور چور اور لٹیرے طالع آزماؤں کا اپنے کالموں کے ذریعے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ان کے قلم نے ہمیشہ یہ صدا بلند کی:

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں
یہ وہ سحر تو نہیں جس کی آرزو لیکر
چلے تھے یار کہ مل جائے گی کہیں نہ کہیں

سعدیہ قریشی اپنے کالم ''کیا یہ ہے قائد کا پاکستان؟'' میں لکھتی ہیں:

''کرپشن میں لتھڑا آج کا پاکستان کیا قائد کا پاکستان ہوسکتا ہے؟ یہ سوال ہر سچے پاکستان کے ذہن میں سر اٹھاتا، پریشان کرتا اور مجھے تو ایک گہرے ملال سے دوچار کر دیتا ہے۔منیر نیازی نے اس کیفیت کے کہا تھا:

اس کے بعد اک گہری چپ اور تیز ہوا کا شور تیز ہوا کے اس شور میں کچھ سنائی نہیں دیتا،صرف آواز آتی ہے کہ ہم نے قائد کے اثاثے کو نہیں سنبھال سکے۔ برصغیر کے عظیم راہ نما محمد علی جناحؒ جو دیانت اور اخلاص کا پیکر تھے، ہم نے ان کے اثاثے کو اپنایا ہی نہیں۔حکمرانو ں کی صورت میں ہم پر ہوس پرست ٹولہ چہرے چہرے بدل بدل کر حکمرانی کرتا رہا۔یہ ٹولہ، پاکستان کے شہری کے روپ میں کسی نہ کسی مفاد کی ٹوہ میں لگا رہا۔۔۔آج کا پاکستان، جس کے چپے چپے پر کرپشن اور بددیانتی کی داستانیں تحریر ہیں۔ایسا پاکستان قائد کا پاکستان نہیں ہوسکتا۔''(۴)

بابائے قوم کی وفات کے بعد پاکستان پر ایک مفاد پرست طبقہ قابض ہوگیا۔ انھوں نے آہستہ آہستہ ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا شروع کر کے اس ملک کے نظام کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے اس طرح تبدیل کیا کہ ملک میں کرپشن اور لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ رشوت ستانی اور کرپشن پاکستان کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ یہ برائیاں موجود نظام حکومت میں تیزی سے سرایت کر چکی ہیں۔ کرپٹ نظام دراصل ان مفاد پرستوں حکمرانوں اور افسران بالا کا تشکیل شدہ ہے جس کے ذریعے وہ اطمینان سے عوامی دولت کو دونوں ہاتھوں میں لوٹنے میں محفوظ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بد دیانتی اور کرپشن کے سبب غریب غریب تر ہو رہا ہے اور امیر امیر تر ہو رہا ہے۔ قوم کی دولت کو نت نئے انداز میں لوٹ کر بیرون ملک دولت کے انبار لگائے جا رہے اور عوام کو بنیادی ضروریات بھی میسر نہیں ہیں۔ اردو کالم نگار قائد کے پاکستان کی موجودہ ابتر صورت حال کو دردِ دل سے اجاگر کر رہے ہیں۔ زاہد حنا اپنے کالم ''قائد کتنے تنہا ہیں'' میں قائد کی ایک تقریر کے حوالے سے لکھتی ہیں:

> ''یہ ان کی وہی تاریخی تقریر ہے جس میں انہوں نے رشوت ستانی اور بدعنوانی کو ملک کے لیے سب سے بڑا ناسور ٹھہرایا تھا، اسے مہلک زہر قرار دیا تھا اور آئین ساز اسمبلی سے یہ کہا تھا کہ وہ اس ناسور سے نجات پانے کے لیے جلد سے جلد اقدامات کرے۔ وہ جب یہ کہہ رہے تھے تو ان کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ وہ وقت بھی آئے گا جب ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں نہیں اربوں کی رشوتوں اور بدعنوانیوں کی خبریں روزانہ اخباروں میں شائع ہوں گی اور پڑھنے والے ان سے سرسری گزریں گے۔'' (۵)

بانی پاکستان نے دوقومی نظریے کے تناظر میں واضح کیا تھا کہ پاکستان اس دن وجود میں آچکا تھا جس دن برصغیر میں پہلا شخص مسلمان ہوا تھا۔ یہ بیان واضح کرتا ہے کہ ہندوستان میں پاکستان اور اسلام کا آپس میں چولی دامن کا تعلق ہے۔ جب بابائے قوم سے دستور پاکستان کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے واشگاف انداز میں فرمایا کہ ہمارا دستور چودہ سو سال پہلے قرآن مجید کی صورت میں موجود ہے۔ انھوں نے متعدد خطابات اور انٹرویوز واضح اشارے دیئے تھے کہ اگرچہ پاکستان میں کٹھ ملائیت کی گنجائش نہیں ہوگی لیکن پاکستان کا آئین اور طرز حکومت معتدل اور روشن اسلامی اصولوں کا آئینہ دار ہوگا۔ بعض سیکولر طبقات موقع ملتے ہی قائداعظم کے ان نظریات کو اپنے جانبدار تبصروں اور تجزیوں کے ذریعے گرد آلود کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن اردو کالم نویسوں کا ایک بڑا گروہ اس گرد آلود ماحول میں درست، کھرے اور روشن نظریات کی پیش کش کرنے میں مصروف عمل رہتا ہے۔ ان کالم نگاروں نے بانی پاکستان کی فکر کے پرچار میں اپنا حصہ بھرپور ڈالا ہے تاکہ قائد کے فکری اثاثے کو ہر قسم

کے حملے سے محفوظ رکھا جائے۔ان کی یہ گراں قدر کوشش لائق صد تحسین ہے۔

ڈاکٹر محمد طیب خان سنگھانوی اپنے کالم بعنوان ’’قائداعظم کا پاکستان‘‘ میں یوں رقمطراز ہیں:

> ’’دیکھیے بانی پاکستان آل انڈیا کونسل کے اجلاس منعقدہ ۱۹۳۹ء میں کیا کہتے ہیں! اس اجلاس میں انھوں نے فرمایا ’’مسلمانو! میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ میں تمھیں آزاد اور سربلند دیکھوں، میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کہ میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مدافعت میں اپنا کردار ادا کر دیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مرتے وقت میرا اپنا دل، میرا اپنا ایمان، میرا ضمیر گواہی دے کہ جناح! تم نے واقعی مدافعت اسلام کا حق ادا کر دیا۔ جناح تم مسلمانوں کی تنظیم، اتحاد اور حمایت کا فرض بجالائے۔ میرا خدا یہ کہے کہ بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبے میں علم اسلام کو سربلند رکھتے ہوئے مرے۔‘‘(۶)

قائداعظم نے بارہا اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست ہوگا۔ وہ ہمیشہ اسلام کے سنہرے اور روشن اصولوں کو انسانیت کے مسائل کا حل گردانتے تھے۔لیکن وہ فرقہ واریت کی لعنت، کٹھ ملائیت کے تعصب اور پاپائیت کے تصور کے بھی شدید مخالف تھے۔ وہ اس اسلامی طرز فکر کے علمبردار تھے جو بلاتفریق رنگ ونسل، مذہب وفرقہ اور زبان وعلاقہ احترام انسانیت کا درس دیتا ہے۔ وہ اسلام نہیں جس کا تذکرہ مطلق العنان بادشاہوں کی تاریخ میں ملتا ہے بلکہ وہ اسلام جس کی مثالیں مدینہ منورہ کی اسلامی فلاحی ریاست میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ قائد سمجھتے تھے کہ اسلام سے زیادہ رواداری، برداشت، قربانی، خدمت انسانیت، مساوات، جمہوریت اور احترام انسانیت کا درس کسی مذہب میں موجود نہیں ہے۔ قائد کا یہ ویژن تھا کہ آج ان حالات میں رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کا اسوہ حسنہ ہی انسانیت کو مسائل کی دلدل سے نکال سکتا ہے۔لیکن مذکورہ تمام باتوں کا مطلب یہ کبھی نہیں تھا کہ اقلیتوں اور غیر مسلموں کے حقوق غصب کیا جائے اور ان کے لیے ترقی کے راستے مسدود کر دیئے جائیں۔ جس طرح بعض سیکولر عناصر نے قائداعظم کے بیانات کو توڑ موڑ کر مادر پدر آزاد معاشرے کو پروان چڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں، اسی طرح بعض متعصب مذہبی راہ نماؤں نے اسلام کے نام پر پاکستان میں عدم برداشت، فرقہ واریت، تنگ نظری، مذہب کے نام پر قتل وغارت گری اور غیر مسلموں کے حقوق پر ڈاکہ زنی کرنے کی کوشش کی ہے۔ کالم نویسوں نے جہاں سیکولر طبقے کو دلائل وبراہین کے

ذریعے قائد کے اصل اصولوں سے روشناس کرایا ہے وہاں ان مذہبی عناصر کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر قائد کے نظریات کا تحفظ کیا ہے، جو مذہب کے نام پر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کے اصل چہرے کو بگاڑنے کے درپے ہیں۔ عارف نظامی اپنے کالم ''قائداور آج کا پاکستان'' میں کٹھ ملائیت اور پاپائیت کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> ''علامہ اقبال نے مسلمانوں کے لیے جس مملکت کا خواب دیکھا تھا قائداعظم نے اس کو شرمندہ تعبیر کیا اور کہا کہ اس ریاست میں پاپائیت کی کوئی گنجائش نہیں۔ کہنے کو تو ہم اسلامی جمہوری ملک ہیں یہاں جمہوریت کا دور دورہ اور سب کو برابر حقوق حاصل ہیں لیکن عملی طور پر وہ لابی جس نے قیام پاکستان کی راہ میں روڑے اٹکائے تھے یہاں اپنا ایجنڈا ڈکٹیٹ کرنا چاہتی ہے، انھوں نے عملی طور پر یہ ویٹو پاور قریباً حاصل کر لی ہے کہ یہاں کس قسم کا نظام چلے گا۔۔۔اس تناظر میں قائداعظم کے افکار اور تعلیمات کو یکسر نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر قائداعظم کی ۱۱۔اگست ۱۹۴۷ء کی دستوساز اسمبلی سے تقریر کو مستقل طور پر طاق نسیاں میں رکھ دیا گیا ہے۔اس تقریر میں انھوں نے واضح طور پر کہا تھا کہ پاکستان کے تمام شہریوں کو بلاتفریق برابر کے حقوق حاصل ہوں گے۔''(۷)

یہ درست ہے کہ بابائے قوم کی شخصیت کو جس طرح اجاگر کرنے اور منظر عام پر لانے کی ضرورت تھی، ہم وہ فریضہ سرانجام نہیں دے سکے۔اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ قائد کے نظریات و افکار کو پھیلانے اور نئی نسل تک پہنچانے کی بنیادی ذمہ داری ارباب اقتدار کی تھی۔ چونکہ ارباب اقتدار کا اپنا کردار قائد کی شخصیت سے بالکل متضاد ہے اس لیے انہوں نے قائد کی فکر کو معاشرے میں پروان نہ چڑھنے دیا۔اگر محمد علی جناح کی شخصیت، اصول اور نظریات قوم تک پہنچائے جائیں تو ان کے اپنے کردار پر انگلیاں اُٹھنی شروع ہو جاتی ہیں۔ قائد کی دیانت داری، حاضر دماغی، قائدانہ صلاحیت، خلوص اور کردار کے تناظر میں ان مفاد پرست حکمران طبقے کے کرتوت دیکھے جائیں تو قوم کے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ایسے میں ادیبوں اور لکھاریوں نے قائد کی شخصیت کے سنہرے پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں اپنے تئیں بھرپور کوشش کی ہے۔ ویسے تو تمام لکھاریوں اور کالم نویسوں نے قائد کے کردار کو اجاگر کرنے میں حتی المقدور بہت کوشش کی ہے لیکن اس سلسلے میں ڈاکٹر صفدر محمود کا نام بہت نمایاں ہے۔ انہوں نے قائداعظم کی فکر اور نظریات کی اشاعت اور ترویج میں اپنے کالموں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی

ہیں۔ جب بھی کسی طرف سے قائد کے کردار اور فکر کو مسخ کرنے کی کوشش ہوتی ہے ڈاکٹر صاحب میدان عمل میں آتے ہیں اور بھرپور اور مدلل جواب دیتے ہیں۔ وہ پیرانہ سالی میں بھی قائد کا فکری دفاع جواں مردی سے کر رہے ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ نئی نسل قائد کے نظریات سے ہمہ پہلو آگاہ ہو اور اپنے ملک کی تعمیر و ترقی میں بھرپور کردار ادا کرے۔ ڈاکٹر صفدر محمود اپنے کالم بعنوان ''قائد اعظم: پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی'' میں رقمطراز ہیں:

> ''قائداعظم دفتر میں بیٹھے تھے تو اے ڈی سی نے ایک وزٹنگ کارڈ سامنے رکھا، جس پر لکھا تھا ''محمد اسلم جناح برادر آف قائداعظم محمد علی جناح، گورنر جنرل آف پاکستان'' قائداعظم نے قلم اٹھایا اور اس کے نام کے علاوہ باقی سب کچھ کاٹ دیا۔ کارڈ اے ڈی سی کو واپس کرتے ہوئے کہا ''اسے کہو کارڈ پر صرف اپنا نام لکھے اور وقت لے کر ملنے آئے'' ایک دفعہ قائداعظم کے ایک رشتہ دار بمبئی سے ملنے آئے اور باتوں باتوں میں کہا کہ پاکستان ہجرت کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ قائداعظم نے کہا کہ آپ پاکستان آئیں اور سرمایہ کاری کریں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے آپ کی وجہ سے امپورٹ ایکسپورٹ لائسنس میں سہولت رہے گی۔ قائداعظم نے فوراً جواب دیا ''اگر آپ میرا نام استعمال کرنا چاہتے ہیں تو ہندوستان میں ہی رہیں۔ میں یہ اجازت کسی کو نہیں دوں گا۔'' علالت کے دنوں میں زیارت میں تھے تو وزیر اعظم لیاقت علی خان اور پھر پاکستان کے امریکا میں سفیر اصفہانی صاحب نے بیرون ملک علاج کی تجویز دی۔ قائداعظم کا جواب تھا کہ میں ملک کے خزانے پر بوجھ بننا نہیں چاہتا۔'' (۸)

پاکستان کی موجودہ ابتر صورتحال کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کا دل کڑھتا ہے۔ صاف ظاہر ہے موجود ملکی صورت حال کو کسی لحاظ سے بھی حوصلہ افزا نہیں سمجھا جا سکتا۔ ہر ذی شعور شہری اس کسمپرسی کے عالم میں ذہنی تناؤ کا شکار ہے۔ اس کی زبان پر یہ سوال گردش کر رہا ہے کہ کیا یہی قائد کا پاکستان ہے؟ ایک محبِّ وطن شہری کی طرح ڈاکٹر صاحب بھی یہی چاہتے ہیں کہ پاکستان جلد از جلد قائد کا پاکستان بن جائے۔ مسلمانانِ ہند سے تقدیر نے اس لیے تنکے تو نہیں چنوائے تھے کہ جب نشیمن بن جائے تو کوئی آگ لگا کر چلتا بنے۔ ڈاکٹر صفدر محمود انتہائی درد دل کے ساتھ مزید لکھتے ہیں:

> ''واقعات تو بہت سے ہیں لیکن میں نے دیگ سے چند دانے چنے

ہیں تاکہ آپ قائداعظم کی شخصیت کی ایک جھلک دیکھ سکیں۔ اب آپ اپنی قیادت اور قومی سیاستدانوں پر نگاہ ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا ان میں قائداعظم کی کوئی ایک خوبی بھی پائی جاتی ہے۔ وہ ذہانت، ویژن، جرأت و بہادری، سچائی، ایثار اور عظیم کردار انہی کے ساتھ رخصت ہو گیا۔ بقول میرؔ:

پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی''(۹)

صحافتی تحریروں کو ادبی تحریریں تسلیم کیا جائے یا نہ کیا جائے لیکن ایک بات بہت عیاں ہے دورِ حاضر میں صحافت ادب سے زیادہ طاقتور ہو چکی ہے۔ کسی ادبی شہ پارے کو وہ قوت اور اثر میسر نہیں ہے جو ایک کالم کو میسر ہے۔ کالم اور صحافی کی خبر اس قدر طاقتور ہے اس کی بنیاد پر سپریم کورٹ میں ازخود نوٹس لیے جاتے ہیں، مقدمات چلائے جاتے اور بسا اوقات کسی وزیر مشیر کو اپنے عہدے سے ہاتھ بھی دھونا پڑتا ہے۔ محمد علی جناح کی شخصیت پر یقیناً اردو ادب میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن کالم نگاروں کی کاوشیں انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ کالم نویس اپنے مخصوص طرز میں قائد کے افکار و نظریات کا پرچار کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ مذکورہ کاوش میں چند ایک کالم نگاروں جن میں جاوید چوہدری، زاہدہ حنا، ڈاکٹر صفدر محمود، عارف نظامی، حفیظ اللہ نیازی، ڈاکٹر تنویر قیصر شاہد، ڈاکٹر محمد طیب خان سنگھانوی وغیرہ کے خیالات کے چند نمونے پیش کیے گئے ہیں۔ لیکن ان کالم نویسوں کی فہرست کافی طویل ہے جو قائد کی فکر کا علم بلند کیے ہوئے ہیں۔ ان کالم نویسوں میں حامد میر، ارشاد احمد عارف، نذیر ناجی، حسن نثار، مظہر برلاس، ڈاکٹر اجمل نیازی، پروفیسر اسرار احمد بخاری، عطاء الحق قاسمی، امجد اسلام امجد، اثر چوہان سمیت بہت سے نام قابلِ ذکر اور لائقِ ستائش ہیں۔

اردو کالم نویسوں نے ہر ممکن کوشش کی ہے قائد کے افکار کو نئی نسل تک منتقل کیا جائے تاکہ وہ اپنی زندگیوں کو ایک نصب العین کے تحت گزارنے کے قابل بنیں۔ ان کی کوشش ہے کہ نئی نسل قائد کے افکار کی روشنی میں ملک کی ترقی و استحکام میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اربابِ اختیار اپنے افعال و کردار پر نظرِ ثانی کریں مملکت خداداد اور اہلِ پاکستان پر رحم کریں۔ یہ کالم نگار پاکستان کو وہ پاکستان بنتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں جس کا خواب علامہ محمد اقبال نے دیکھا اور مسلمانانِ ہند نے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت و راہ نمائی میں بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ یہ ملک اسلامی فلاحی مملکت بن کر دنیا میں ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں کھڑا ہو اور اقوامِ عالم کی قیادت کا فریضہ سرانجام دے۔ ان کالم نویسوں کی تحریریں اردو صحافتی ادب کا قابلِ فخر سرمایہ اور قوم کی راہ نمائی کے لیے روشن مینار ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ جنگ، روزنامہ، لاہور: ۲۷ دسمبر ۲۰۱۷ء

۲۔ ایکسپریس نیوز، روزنامہ، لاہور: ۶ ستمبر ۲۰۱۸ء

۳۔ ایکسپریس نیوز، روزنامہ، لاہور: ۲۵ دسمبر ۲۰۱۷ء

۴۔ دنیا، روزنامہ، لاہور: ۲۵ دسمبر ۲۰۱۶ء

۵۔ ایکسپریس نیوز، روزنامہ، لاہور: ۲۵ دسمبر ۲۰۱۶ء

۶۔ ایضاً

۷۔ ۹۲ نیوز، روزنامہ، لاہور: ۲۵ دسمبر ۲۰۱۷ء

۸۔ جنگ، روزنامہ، لاہور: ۲۶ دسمبر ۲۰۱۷ء

۹۔ ایضاً

☆......☆......☆